وہ چند نوجوان تھے

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

وہ چند نوجوان تھے

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب	:	**وہ چند نوجوان تھے**
مُصنّفہ	:	**نگہت ہاشمی**
طبع اوّل	:	ستمبر 2006ء
تعداد	:	2100
ناشر	:	النور انٹرنیشنل
لاہور	:	E109/C' سٹریٹ 2' علی ویو' گلشن پارک' بیدیاں روڈ' نزد فوجی فاؤنڈیشن' کینٹ۔فون:5743152 - 042
فیصل آباد	:	103 سعید کالونی نمبر 1' کینال روڈ۔فون:8721851 - 041
بہاولپور	:	7A' عزیز بھٹی روڈ' ماڈل ٹاؤن اے۔فون: 2875199 - 062 2885199' فیکس : 2888245 - 062
ملتان	:	888/G/1' بالمقابل پروفیسرز اکیڈمی' بوسن روڈ' گلگشت۔ فون: 6008449 - 061
ای میل	:	alnoorint@hotmail.com
ویب سائٹ	:	www.alnoorpk.com
بہاولپور	:	مُلک میں النور کی پروڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں: مومن کمیونی کیشن' 48-B' گرین مارکیٹ۔ بہاولپور فون:2888245 - 062
مطبع	:	عبدالرفیع پرنٹرز اینڈ پبلیشرز
قیمت	:	-/15 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ
وَزِدْنٰهُمْ هُدًى[13] وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا [14]
هٰۤؤُلَاۤءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍ ۭ
بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا [15] وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ
وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ
وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا [16] وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ
عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ
وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ
الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا [الکهف:13-17]

''ہم ان کا اصل قصہ تمہیں سناتے ہیں۔وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے اُن کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی۔ہم نے اُن کے دل اُس وقت مضبوط کر دیئے جب وہ اُٹھے اور اُنہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ ''ہمارا رب تو بس وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اُسے چھوڑ کر کسی دُوسرے معبود کو نہ پکاریں گے۔اگر ہم ایسا کریں تو بالکل بے جا بات کریں گے''۔[پھر اُنہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا] ''یہ ہماری قوم تو ربِّ کائنات کو چھوڑ کر دُوسرے خدا بنا بیٹھی ہے۔یہ لوگ اِن کے معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟ آخر اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟اب جب کہ تم ان سے اور اِن کے معبودانِ غیر اللہ سے بے تعلق ہو چکے ہو تو چلو اب فلاں غار میں چل کر پناہ لو۔تمہارا رب تم پر اپنی رحمت کا دامن وسیع کرے گا اور تمہارے کام کے لیے سروسامان مہیا کر دے گا۔تم اُنہیں غار میں دیکھتے تو تمہیں یوں نظر آتا کہ سورج جب نکلتا ہے تو ان کے غار کو چھوڑ کر دائیں جانب چڑھ جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بچ کر بائیں جانب اُتر جاتا ہے اور وہ ہیں کہ غار کے اندر ایک وسیع جگہ میں پڑے ہیں۔یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے،جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے اُس کے لیے تم کوئی ولی مُرشد نہیں پا سکتے۔''

سورہ الکہف کے اس رکوع میں ربّ العزت فرماتے ہیں:

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ نَبَاَهُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ اِنَّهُمۡ فِتۡیَةٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّهِمۡ وَزِدۡنٰهُمۡ هُدًی

''ہم اُن کا اصل قصہ تمہیں سناتے ہیں۔وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی''۔

اصحابِ کہف کے حوالے سے ہمیں پہلی بات یہ پتہ چلی کہ وہ ایمان لانے والے چند نوجوان تھے۔

دوسری بات یہ پتہ چلی کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایمان میں ترقی بخشی تھی۔یعنی انھیں الہام کر دیا تھا کہ وہ اپنے معاملات میں کس طرح کی تدبیر اختیار کریں۔

یہاں ایک بات ذہن میں رکھنے والی ہے کہ کسی علاقے میں نبی کا مبعوث کرنا،کسی علاقے میں صالحین کو دوسروں کی ہدایت کے لیے کھڑا کرنا مختلف بات ہے اور کسی علاقے کے اندر کسی ایک فرد کا یا مختلف افراد کا حق کو پہچان لینا اور بات ہے۔

یہ حق کو پہچاننے والے چند افراد تھے جبکہ پوری سوسائٹی میں کفر کا اندھیرا تھا۔جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حق کو پہچانا تھا۔اس علاقے میں بھی کوئی ایسا نہ تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات مانی ہو۔وہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی تھے لیکن اصحابِ کہف حق کی پہچان رکھنے والے چند افراد تھے جنہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ اپنے معاملات میں کیا تدبیر اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ نے جو یہ بات فرمائی کہ

وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی   ''کہ ہم نے اُن کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی۔''

تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ تدابیر الہام کی تھیں کہ انہوں نے اپنی زندگی کے معاملات کیسے بسر کرنے ہیں؟ جب وہ سچے دل سے ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت میں اضافہ فرمایا۔ اُن کو توفیق بخشی کہ وہ ثابت قدم رہیں۔ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال لینا گوارا کریں اور یوں ان کے لیے اپنی زندگی کی سہولیات کو چھوڑ کر غار میں پناہ لینے کا فیصلہ کرنا آسان ہو گیا۔ پھر فرمایا:

وَّرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا

''ہم نے اُن کے دل اس وقت مضبوط کر دیے، جب وہ اُٹھے اور اُنہوں نے اعلان کر دیا کہ ہمارا رب تو بس وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے، ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو بالکل بے جا بات کریں گے۔''

یہاں پر دو باتیں توجہ طلب ہیں۔

پہلی بات: **وَّرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ** ''ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیئے''۔

دل کیسے مضبوط ہوتے ہیں؟

☆ عقیدے کی مضبوطی سے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کا علم حاصل کرنے کی وجہ سے۔[

[ہمارے دل بھی اسی علم سے مضبوط ہوں گے]

☆ تعلق باللہ سے۔ یہی رباط ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دل مضبوط کئے،ان کے عقیدے کو پختہ کیا، پھرانہوں نے استقامت اختیار کی۔آج ہم سے کیا مطالبہ ہے؟

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ [مسلم:38]

"کہہ دو میں اللہ پر ایمان لایا پھر ثابت قدم ہو جاؤ۔"

ہلنا نہیں، جو چیز قبول کی ہے اس کو لے کر چلنا ہے اور تا حیات لے کر چلنا ہے۔

اصحابِ کہف کے حوالے سے ایک بات اور ذہن میں رکھنے والی ہے۔۔۔۔کہ وہ چند نوجوان تھے اور آپ بھی چند نوجوان ہیں۔اگر وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں تدابیر سمجھائی تھیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو بھی سمجھائیں گے[انشاء اللہ] اور اگر وہ پُر آشوب دور میں پیدا ہوئے تھے، ماحول میں ہر طرف تاریکی تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی ایسے ماحول میں پیدا کیا ہے جہاں ہر طرف شرک کی تاریکی ہے، جہاں ہر طرف نفسانیت ہے، جہاں تعلیمات کتاب کے اندر تو موجود ہیں لیکن کتاب کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے۔

ماحول میں جو بنیادی فرق ہے وہ یہ کہ وہاں جو حکمران تھا وہ کسی طرح سے بھی ایمان کی بات کو پنپنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ظلم وستم سے تنگ آ کر انہوں نے غار میں پناہ لی تھی لیکن آج ہمارے لئے ویسا سخت ماحول نہیں ہے۔ایک بات ذہن میں رکھنی ہے کہ اگر اتنا سخت ماحول ہو تب بھی ایمان پر قائم رہنا ہے[انشاء اللہ]

اب جب آپ سورہ کہف پڑھیں گے تو پھر آپ کو اپنی جوانی، اپنی زندگی بہت زیادہ قیمتی محسوس ہونے لگے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اگر اصحابِ کہف کے ایمان میں اضافہ کیا تھا تو آپ کے ایمان میں اضافے کا بھی سبب پیدا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی اپنا دین سکھانے کا بندوبست کیا۔

دوسرا توجہ طلب لفظ ہے: **اِذْ قَامُوْا** "جب وہ اُٹھے"۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جیسے کوئی اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو جائے بلکہ اُٹھ کھڑے ہونا ہے

ایمان کی تحریک کو برپا کرنے کے لیے۔

لوگوں تک دین کو پہنچانے کے لیے۔

اس دین کی حقیقت کو لوگوں کے سامنے واضح کرنے کے لیے۔

کل کے نوجوانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا پسند کیا تھا کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں اور آج کے نوجوانوں کے لئے کیا حکم ہے؟

قُمْ فَاَنْذِرْ [المدثر:2] "اُٹھو اور لوگوں کو خبر دار کر دو۔"

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے بھی یہی کہا تھا کہ آپ اٹھو اور لوگوں کو خبر دار کر دو۔

پھر دعوت کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے؟ فرمایا:

رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

"ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے"۔

آج لوگ یہ دعوت دیتے ہوئے محسوس کرتے ہیں کہ یہ باتیں تو سب کو پتہ ہیں لیکن محض معلومات [information] کے مل جانے سے بات دل کے اندر نہیں اترتی۔ اس علم [knowledge] کو حاصل کرنے کے لئے کہ ہمارا رب وہ ہے جو زمین اور آسمان کا رب ہے، مدتیں گزر جاتی ہیں، یہ بات دل کے اندر نہیں آتی۔ مسلسل عقل سے غور و فکر کرنا پڑتا ہے اور مسلسل اس علم کے ذریعے اپنے آپ کو اس پر پختہ رکھنا پڑتا ہے۔ کل انہوں نے اعلان کر دیا تھا، آج ہمیں بھی یہی اعلان کرنا ہے کہ ہمارا رب تو بس وہی ہے جو آسمانوں اور

زمین کا رب ہے۔فرمایا:

لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا

''ہم اُسے چھوڑ کر کسی دُوسرے معبود کو نہ پکاریں گے۔''

ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں مانیں گے،اس کے سوا کسی کی غلامی نہیں کریں گے، کوئی ہمیں اپنا غلام نہیں بنا سکتا،ہم تو صرف اسی کی ماننے والے ہیں۔اگر ہم ایسا کریں۔۔

لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا **''تو بالکل بے جا بات کریں گے۔''**

یعنی اگر ہم نے ایک اللہ کے سوا کسی اور کی مان لی،کسی اور کی بڑائی بھی بیان کر دی، تب تو ہم نے بہت ہی بُرا کام کیا،تب تو ہم بالکل بے جا بات کریں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

[پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا]''یہ ہماری قوم تو ربِّ کائنات کو چھوڑ کر دُوسرے خدا بنا بیٹھی ہے۔یہ لوگ ان کے معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟آخر اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟''

اصحابِ کہف آپس میں مشورے کر رہے ہیں۔اس معاشرے میں بت پرستی عام تھی۔ان کے ذہن میں یہ بات آتی تھی کہ اگر یہ لوگ ان بتوں کو پوجتے ہیں تو پھر واضح

دلیل کیوں نہیں لاتے۔اس سے ہی پتہ چلتا ہے کہ اصحابِ کہف اوراس دور کے باقی افراد کے درمیان مدتوں بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری رہا۔یعنی جب وہ ایمان کے لئے اُٹھے، لوگوں کودعوت دی،انہوں نے مخالفت کی توانہیں حیرت ہوتی تھی کہ ہم انہیں جس چیز کی طرف بلاتے ہیں تو یہ دلیل سے بات کیوں نہیں کرتے۔کوئی دلیل لائیں تاکہ ہم دلیل کا مقابلہ دلیل کے ساتھ کریں لیکن شرک کی کوئی دلیل ہوانہیں کرتی اور جب وہ دلیل نہیں لا سکے تو اس تجربے[experiment]نے ان کے ایمان کواور بڑھادیا۔یعنی پہلے تو اندر خلش پیدا ہوئی،خلجان پیدا ہوا کہ یہ دلیل کیوں نہیں لاتے لیکن پھرانہیں یہ بات سمجھ آگئی کہ دلیل ہے نہیں،اس وجہ سے ان کے ایمان میں اوراضافہ ہوا۔

پچھلی آیت میں یہ بات آئی

وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ''کہ ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی۔''

توہدایت میں ترقی بخشنے کا راستہ کون سا ہے؟ ربّ العزت نے فرمایا:

لَوْلَا يَأْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍ ، بَيِّنٍ

''کہ یہ اپنے شرک پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟''

جب انہوں نے دعوت دی،جب انہیں پتہ چلا کہ لوگوں کے پاس دلیل نہیں ہے، جب انہوں نے حق لوگوں کے سامنے واضح کیا تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوا۔دعوت سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔اصحابِ کہف یہ چاہتے تھے کہ جو چیز ثابت نہیں ہے یہ لوگ اسے چھوڑ دیں اور جو چیز ثابت[established]ہے اس کو قبول کرلیں۔لیکن ہوا کیا۔۔۔؟ ہوا

یہ کہ وقت کے بڑوں نے جھٹلا دیا۔ کس وجہ سے جھٹلایا؟ انہیں یقین نہیں آیا۔ انہوں نے دلیل کی بات کو اہمیت نہیں دی تو کہا:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا

''آخر اُس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِذاعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَی الْكَهْفِ يَنْشُرْلَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا

''اب جب کہ تم اِن سے اور اِن کے معبودانِ غیر اللہ سے بے تعلق ہو چکے ہو تو چلو اب فلاں غار میں چل کر پناہ لے لو۔ تمہارا رب تم پر اپنی رحمت کا دامن وسیع کرے گا اور تمہارے کام کے لیے سر و سامان مہیا کرے گا۔''

مدتوں بحث و تمحیص کے بعد اصحابِ کہف نے محسوس کیا کہ دلیل کی بات ان لوگوں پر اثر انداز نہیں ہو رہی، یہ لوگ ماننے والے نہیں تو اِنہیں یہ لوگ بہت چھوٹے نظر آئے، ظلم کرنے والے۔ اس لیے کہ وہ خود تو سچ کی زمین پر کھڑے تھے اور ان کے جو مخاطب تھے وہ جھوٹ کی زمین پر تھے تو انہوں نے یہ کہا کہ اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے، انہیں سمجھ کیوں نہیں آتی، یہ دلیل کی بات کو کیوں نہیں مانتے؟ پھر جب انہیں یہ یقین ہو گیا کہ اب کسی بھی طرح سے یہ دلیل کی بات ماننے کی پوزیشن میں نہیں تو انہوں نے طے کیا کہ اب ان سے الگ ہو جائیں۔

جب دو گروہوں کی آراء الگ ہو جائیں، زندگی کی راہیں جب جدا ہو جائیں تو ایسے

فیصلے ہوا ہی کرتے ہیں۔ باہم ملنے کے لئے ہمیشہ کوئی چیز ایسی چاہیے جو متفقہ ہو لیکن ان کے درمیان کوئی بھی چیز متفقہ نہیں تھی۔ یوں پھر اکٹھے زندگیاں گزر نہیں سکتیں۔ آپ اسے مکہ میں دیکھ لیں، آپ اسے شہر ایفسس [Ephesus] میں دیکھ لیں، آپ اسے جس بھی نبی کے دور میں دیکھ لیں۔ جہاں کہیں سوچ الگ ہوتی ہے، عقیدہ، نظریہ الگ ہوتا ہے تو پھر لوگ یا تو دوسروں کو قائل [convince] کر لیتے ہیں یا پھر اکٹھے رہنا ممکن نہیں رہتا۔ ہجرتیں ہمیشہ اِسی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ہر دور میں اِسی وجہ سے لوگوں نے اپنے علاقے چھوڑے۔ ایک ہی راہ باقی رہ جاتی ہے کہ یہ اپنے نظریات کو لے کر یہاں سے ہجرت کر جائیں، اس علاقے کو چھوڑ دیں۔ ہجرت کیا ہے۔۔۔؟ علاقے کو چھوڑ دینا۔ یعنی علاقہ چھوڑا جا سکتا ہے، نظریہ نہیں چھوڑا جا سکتا، عقیدہ نہیں چھوڑا جا سکتا، غیر اللہ کی بات نہیں مانی جا سکتی۔

اس اعتبار سے اگر اصحابِ کہف کو دیکھیں تو وہ کافرانہ ماحول میں رہتے تھے لیکن اُنہیں ایمان کی روشنی ملی، اُن کا سینہ روشن ہوا تو اُنہیں پتہ چل گیا کہ اب ہمارا ان لوگوں کے بیچ میں رہنا درست نہیں ہے۔ ظلم کے دور کا آغاز ہوا، جان بچانی مشکل ہوگئی تو اُنہوں نے شہر کی پُر آسائش زندگی کے مقابلے میں غار میں پناہ لے لی۔ خون کی رشتہ داریاں گئیں، تعلقات گئے، بزنس کے معاملات گئے، ایک اللہ کا تعلق باقی رہا۔ مومن کا اصل تعلق تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہوتا ہے۔ اصحابِ کہف نے کہا: 'تو چلو اب فلاں غار میں چل کر پناہ لے لو۔' یاد رکھئے گا!۔۔۔ ایمان کے راستے میں ایسی غاریں آیا ہی کرتی ہیں۔ جب ماحول میں اتنی تنگی پیدا ہو جائے کہ کوئی گنجائش باقی نہ رہے، جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے 13 برس مکہ میں تبلیغ کی لیکن بالآخر غارِ ثور میں پناہ لیتے ہوئے مدینہ جا پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف سے کہا کہ اب فلاں غار میں جا کر پناہ لے لو، تمہارا رب اپنی رحمت کا دامن وسیع کرے گا اور

تمہارے کام کے لئے سروسامان مہیا کردے گا۔

ایک بات آپ نوٹ کریں کہ جس وقت انسان انسانوں سے کٹ رہا ہوتا ہے عین اُس موقع پر وہ اپنے رب سے جڑ رہا ہوتا ہے۔ وہی تو موقع ہوتا ہے جڑنے کا، لوگ اِسے آسائشوں میں، سہولتوں میں تلاش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بھی اپنی قربت، اپنا تعلق اُسی وقت دیتے ہیں جب انسان اپنے عقیدے کے اعتبار سے دوسروں سے الگ ہوجائے، دوسروں کو اِس راستے پر لانے کی کوشش کرے لیکن جب کوئی راستہ نہ رہے تو اپنے عقیدے کو تو چھوڑا نہیں جاسکتا۔ تب کہا گیا کہ فلاں غار میں جا کر پناہ لے لو، تمہارا رب تم پر اپنی رحمت کا دامن وسیع کرے گا۔ کس طرح سے۔۔۔۔۔؟ سب سے پہلے تمہیں اپنے قریب کرلے گا، پھر قربت میں سرگوشیاں شروع ہوجاتی ہیں، پھر انسان جو کچھ کہتا ہے اپنے رب سے اِس کا جواب پاتا ہے۔ جیسے اصحابِ کہف پر وحی تو نہیں آتی تھی لیکن اُن سے جب یہ کہا گیا کہ 'چلو اب فلاں غار میں چل کر پناہ لے لو'۔۔۔ یہ سرگوشیوں کا نتیجہ تھا، 'تمہارا رب تم پر اپنی رحمت کا دامن وسیع کرے گا'۔۔۔ اللہ کی طرف سے اُن کے دل میں بات ڈالی جارہی تھی، 'تمہارے کام کے لئے سروسامان مہیا کرے گا'۔۔۔ یہ یقین آرہا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِىْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا

”تم اُنہیں غار میں دیکھتے تو تمہیں یوں نظر آتا کہ سورج جب نکلتا ہے تو اُن
کے غار کو چھوڑ کر دائیں جانب چڑھ جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو اُن
سے بچ کر بائیں جانب اُتر جاتا ہے اور وہ ہیں کہ غار کے اندر ایک وسیع جگہ
میں پڑے ہیں۔“

تم اُنہیں دیکھتے تو تمہیں یوں نظر آتا کہ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہو چکی۔ اِن چند انسانوں کو بچانے کے لئے سورج کے نظام میں تبدیلی لائی گئی، سورج بچ کر نکلتا تھا اور بچ کر چڑھتا تھا وہ کسی اور [time zone] میں چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن سے کہا تھا ناں کہ ’تم پر اپنی رحمت کا دامن وسیع کر دے گا، تمہارے کام کے لئے سر و سامان مہیا کر دے گا۔‘

اللہ تعالیٰ نے اُن کے یقین کی وجہ سے،
ان کی بے خوف تبلیغ کی وجہ سے،
ان کے سب کچھ چھوڑ جانے پر راضی ہو جانے کی وجہ سے،
ان کے حق کو اپنانے اور حق پر ثابت قدمی کی وجہ سے،
انہیں اپنی قربت کا مقام عطا کیا تھا۔

ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سہولت پیدا کی کہ یہ حق کے دشمنوں سے بچ جائیں۔ وسیع غار میں انہیں سلایا تو انتظامات سارے اپنے ذمے لے لیے۔ غار کے اندر یہ ایک وسیع جگہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ یعنی غار کے اندر سورج کی روشنی کی شعاعیں نہیں پہنچتی تھیں اور کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا کہ غار کے اندر کون ہے، کوئی بھی اندر آنے والا نہیں، کوئی بھی انہیں تنگ [disturb] کرنے والا نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک نشانی دکھائی کہ جس کو اللہ ہدایت دے دے وہی ہدایت پانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: دیکھو! تم بھی تبلیغ کر رہے ہو اور لوگ نہیں مان رہے تو جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اسے ہدایت ملتی ہے اور جسے وہ بھٹکا دے اس کے لئے تم کوئی ولی، کوئی مرشد نہیں پاسکتے۔

ہدایت کس چیز کی ملی۔۔۔۔۔؟
سب کچھ چھوڑ سکتے ہیں اللہ ربّ العزت کے دین کو نہیں چھوڑ سکتے۔
ہر چیز سے محرومی گوارا کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے تعلق سے محرومی گوارا نہیں کر سکتے۔

کیا چیز مل گئی تھی اصحابِ کہف کو؟ ہدایت ملی تھی ناں۔ تو ہدایت کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ کی پہچان، اُس کا تعلق، اُس کی قربت۔ وہ کیسے راضی ہو گئے تھے کہ اپنا گھر چھوڑ دیں اور غار میں جا کر پناہ لے لیں؟ ان کو کیا امید تھی؟ کہ اللہ تعالیٰ ضرور اُن کی مدد فرمائیں گے۔
کون سی چیز ہے جو انسان کو ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کر لیتی ہے؟۔۔۔۔ تعلق باللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین، اعتماد، توکل۔ اللہ تعالیٰ نے اِسی یقین، اسی اعتماد، اسی توکل کے لئے کہا کہ جس کو وہ ہدایت دے دے وہی ہدایت پانے والا ہے۔ ہدایت کا صحیح خاکہ عموماً ذہنوں میں بن نہیں پاتا۔

ہدایت کیا ہے۔۔۔؟
سچ کے راستے پر رہنا،
حق پر جم جانا،
محرومیوں کو گوارا کر لینا،
مخالفتوں کو برداشت کر لینا۔

پھر رب العزت فرماتے ہیں:

وَمَنْ يُّضْلِلْ ''لیکن جسے اللہ تعالیٰ بھٹکا دے۔''

جسے یہ بات سمجھ نہ آئے، جو یہ راستہ چھوڑ جائے کہ مجھ سے اتنی مشکلات برداشت نہیں ہوتیں۔ فرمایا:

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا

''اُس کے لیے تم کوئی ولی، کوئی مرشد [ہدایت دینے والا] نہیں پا سکتے''۔

جسے اللہ تعالیٰ بھٹکا دے پھر اُس کے لئے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہدایت کے راستے پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ [آمین]

[سی ڈی سے تدوین، تعلیم القرآن 2006ء]